۲۰

رافتِ سلطانی

منظومۂ بشیر النساء بیگم بشیر

اہلیہ میرزا ضامن علی غازی

رَافتِ سُلطانی

(یعنی)

وہ نظم جو انجمن سراج الخواتین کے جلسے میں

بتقریب جشن سیمیں ۲۹ ذیحجہ سنہ ۱۳۵۵ھ

پڑھی گئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گلزارِ آصفی میں انوکھی بہار ہے
اک ایک پھول اپنی جگہ "شاہکار" ہے

یہ سال یہ مہینہ، یہ دن یادگار ہے
کیا ساز گار گردشِ لیل و نہار ہے

آٹھوں پہر سرور مسرت دلوں میں ہے

اک کیف انبساط بھری محفلوں میں ہے

مسرور حکمراں ہے رعایا بھی شاد ہے بے مثل جشن سلطنت بامراد ہے

یوں تو دکن کا نام عروس البلاد ہے لیکن کچھ آج اور ہی بست و کشاد ہے

ہر دلعزیز شاہ کی آئی ہے جوبلی

کُل عالم البسیط پہ چھائی ہے جوبلی

عالم پناہی شان کی مظہر ہے جوبلی ارزانیٔ نشاط ہے، گھر گھر ہے جوبلی

اہل دکن کو عید سے بڑھکر ہے جوبلی یا یوں کہو کہ بس حجِ اکبر ہے جوبلی

ہے جوبلی یہ کس کی؟ شہ ذی وقار کی

اسلامی سلطنت کے بڑے تاجدار کی

یہ شہ کا جشن سب میں عجب خوشگوار ہے ہر دل عزیز شہ پہ رعایا نثار ہے

ممنون ہر بشر ترا، اے تاجدار ہے یہ طبقہ اناث بھی منت گزار ہے

ہم پر ہوئی ہے خاص توجہ حضور کی

سرکار نے ہماری فلاکت ہے دور کی

علم و خرد سے عاری ہمارا کلام تھا تعلیم کا خیال، نہ کچھ انتظام تھا

محکوم سب کے ہم تھے، یہی اپنا کام تھا اور ناقصات العقل ہمارا ہی نام تھا

ہم سب کے سر کے بوجھ تھے، دنیا پہ بار تھے

خود اپنی ہی نظر میں ذلیل اور خوار تھے

کیا کیجیئے بیان کہ عجب حال زار تھا رحم و کرم پہ اوروں کے بس انحصار تھا

مہمان جانا، آنا ملک ناگوار تھا مرضی کوئی ہماری، نہ کچھ اختیار تھا

تھا کس کا دل جو سیر و سیاحت کا نام لے

کس کی مجال تھی جو ولایت کا نام لے

یہ ملک تھا، زمیں بھی یہی تھی یہی فضا دلچسپیوں کے سیر کے ساماں تھے جا بجا

اسکول بھی، دفاتر و پارک بھی جانفزا پر کچھ نہ تھا ہمارے لئے قید کے سوا

"لائی حیات آئے قضا لے چلی" چلے

اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے"

پچیس سال پہلے ہمارا یہ حال تھا   استانیوں کا ملک میں گویا کہ کال تھا

صحت کا اور فلاح کا کس کو خیال تھا   جینے پہ اپنے آپ ہی ہم کو ملال تھا

لیکن خدا کا شکر ہے حالت بدل گئی

برسوں کی جو بلا تھی، وہ اک دم میں ٹل گئی

تختِ دکن پہ شاہ جونہی جلوہ گر ہوئے   تنظیم و انتظام کے احکام سر ہوئے

اگلے جو نظریئے تھے وہ زیر و زبر ہوئے   نازل فیوض طبقۂ مظلوم پر ہوئے

قائم کئے مدارسِ نسواں نئے، نئے

پیدا ہوئے فلاح کے ساماں نئے، نئے

حاصل ہوئیں ہیں شہ عثماں کی برکتیں   ہونے لگیں، پھر اس تنِ بیجاں میں حرکتیں

اس دستِ فیض کی ہیں یہ ساری کرامتیں   جس کے کرم نے کی ہیں مہیا سہولتیں

اس شاہ ذی حشم کی توجہ نے خاص کر

احساں کئے ہیں طبقہ نسواں کے حال پر

اُس کے کرم سے قابلِ خوددار ہم بھی ہیں   ہر شعبۂ حیات میں، ہمکار ہم بھی ہیں

اعلیٰ ترقیوں کے طلبگار، ہم بھی ہیں   یہ دن بھی آیا، کہتے ہیں سرکار "ہم بھی ہیں"

اِس عہد کامگار میں حالت سنبھل گئی

فی الواقعی ہماری تو دنیا بدل گئی

علم وادب سے آج ہر اک گھر ہے بوستاں   فنی، تمدنی، ہوئیں حاصل ترقیاں

یہ اک کرشمۂ شہ عثماں ہے اب یہاں   لڑکوں کی طرح پاتی ہیں اسناد لڑکیاں

بنیاد عہد شہ میں ہوئی گرل گائیڈ کی

اس دور میں زنانہ کلب کی بنا ہوئی

قائم ہوئی ہیں انجمنیں اور بھی یہاں   جلسے کہیں ہیں اور کہیں بزم سخنوراں

محروم علم اب نہ تو لڑکے نہ لڑکیاں   گھر گھر سے اب ترقی تعلیم ہے عیاں

ممنون و مطمئن نظر آتے ہیں آج ہم

سرکار کے طفیل سے کرتے ہیں اج ہم

لاشئے سہی، مگر جرسِ کارواں ہوں میں — اک طبقۂ نحیف کی گویا زباں ہوں میں

شکر و سپاس و عجز کی اک داستاں ہوں میں — منت گزارِ بارگہِ عز و شاں ہوں میں

باب اثر سے، عرض کا مقصد حصول ہو

یہ التجا بشیر کی یارب قبول ہو

جب تک سحاب چرخ سے بارش ہوا کرے — جب تک کہ ماہ و مہر میں گردش ہوا کرے

جب تک ہوا سے ہر متنفس جیا کرے — اُس وقت تک رہے یہ حکومت خدا کرے

جاوید و ضوفشاں شہ عثماں کا نام ہو

دل فتحمندیوں سے سدا شاد کام ہو

آباد یا خدا رہے دربارِ آصفی ہو سربلند طالع بیدارِ آصفی

بالا ستائشوں سے ہو معیارِ آصفی پھولا پھلا سدا رہے گلزارِ آصفی

یہ نظم اور نظام، یہی طرز و طور ہو

یہ مملکت ہو آصفِ سابع کا دور ہو

معین دکن پریس